سلسلۂ مطبوعات مجلس
۲۳۷

فسادات

اور

ہندوستانی مسلمان

واقعات و حالات سے سبق لینے کی ضرورت
ہندوستانی مسلمانوں کے لئے صحیح طریقِ کار

(بھیونڈی اور بمبئی کے فساد ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء کے چند روز بعد بمبئی ہی میں ایک چیدہ مجمع کے سامنے جس میں زیادہ تر ڈاکٹر صاحبان اور اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات تھے ــــ کی گئی ایک اہم تقریر)

مولانا ابوالحسن علی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق محفوظ)

باراوّل

۱۴۱۲ھ — ۱۹۹۱ء

کتابت ——— ظہیر احمد کاکوروی
طباعت ——— لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)
صفحات ——— ۱۶
قیمت ——— تین ۳ روپے

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

طابع وناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

(ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فسادات اور ہندوستانی مسلمان

خطبۂ مسنونہ کے بعد!

حضرات! ہم مسلمانوں کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جابجا یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ہم واقعات وحالات سے فائدہ اٹھایا کریں، اور ان سے صحیح نتیجہ نکالیں، اسباب اور اسباب کے نتائج میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص تعلق پیدا کیا ہے، جیسے دواؤں میں خاصیت ہے، درخت کی پتّیوں میں خاصیت ہے، یہاں تک کہ گھاس پھوس میں خاصیت ہے، اعمال، اخلاق، طرزِ عمل اور زندگی کے طور طریق میں اس سے بھی زیادہ طاقتور خاصیتیں ہیں، اس لئے کہ دوائیں، غذائیں، نباتات، تجربات تو انسان کی زندگی کی حفاظت اور انسان کو امراض کی تکلیف سے بچانے کے لئے پیدا کی گئی ہیں، زندگی تو اصل چیز ہے، جو واقعات ہمارے گردو پیش گزرتے ہیں، ان سے ہمیں سبق لینا چاہیئے اور قرآن مجید میں اس کی نہ صرف ہدایت کی گئی ہے، بلکہ سبق نہ لینے پر

www.abulhasanalinadwi.org

ناراضگی کا اظہار اور اس بے حسی کی مذمّت کی گئی ہے :۔

سورۂ یوسفؑ کے آخر میں آتا ہے :۔

وَكَأَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ	اور آسمان وزمین میں بہت سی
وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ	نشانیاں ہیں جن پر یہ گذرتے ہیں اور
عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ (سورۂ یوسفؑ ۱۰۵)	اُن سے آنکھیں بند کر کے چلے جاتے ہیں۔

یعنی کتنی نشانیاں ہیں اس زمین و آسمان میں کہ اس کے پاس سے یہ لوگ منہ پھیر کر گذر جاتے ہیں، اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں، ان سے کوئی سبق نہیں لیتے، اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ میں سورۂ یونسؑ میں کہا گیا :۔

وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ	جو لوگ ایمان نہیں رکھتے اُن کے
قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝	لئے نشانیاں اور ڈراوے
(سورۂ یونس ۱۰۱)	کچھ کام نہیں آتے۔

ایک جگہ فرمایا گیا :۔

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ	ہم عنقریب ان کو اطرافِ عالم
وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ	میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی
اَنَّهُ الْحَقُّ ط اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ	نشانیاں دکھلائیں گے یہاں تک کہ
اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝	ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ وہ
(سورۃ حٰمٓ السجدۃ ۔ ۵۲)	حق ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس وقت کا اہم ترین واقعہ جس کی طرف خاص طور پر ہم ہندوستانی مسلمانوں کی توجہ ہونی چاہیئے وہ روز مرّہ کے فسادات ہیں، یہ فسادات کیوں ہوتے ہیں؟ کیا یہ محض اتفاقی واقعہ ہیں؟ یا یہ مسلمانوں کی تقدیر بن گئے ہیں؟ اس میں کچھ ہماری کوتاہی، ہمارے طرزِ عمل کو بھی دخل ہے، اور اس سے کچھ ہم پر بھی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں یا صرف حکومت اور انتظامی عملے ہی پہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ یہ مسئلہ تمام مسائل میں اس وقت سب سے زیادہ قابلِ غور ہے اگرچہ اپنے حجم و تعداد (QUANTITY) میں یہ کوئی بڑا مجمع نہیں لیکن آپ حضرات اپنی ثقافتی، اپنی ذہنی سطح (QUALITY) کے لحاظ سے بہت اہم ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ جو بات اس مختصر جماعت کے سامنے کہی جا سکتی ہے، وہ بعض اوقات بڑے مجمع میں کہی جانے والی بات سے بھی زیادہ قیمتی ہوگی۔

حضرات! مسلمانوں کا پہلا فرض تو یہ ہے کہ وہ جہاں بھی اور جس ملک میں بھی ہوں وہاں وہ اولاً اپنے ہم وطنوں کو اللہ کی اس نعمت (دینِ حق) میں شریک کرنے کی کوشش کریں جو اللہ نے ان کو عطا کی ہے، اور ان کو اس کی فکر رہے یہ فکر سب سے زیادہ پیغمبروں کو رہا کرتی تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار رسولؐ کو تسکین دی:۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ (سورۃ الشعراء۔۳)

اے پیغمبر! شاید تم اس رنج سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اپنے تئیں ہلاک کر دوگے۔

اس کے بعد درجہ بدرجہ جن لوگوں کو ان سے زیادہ مناسبت ہوتی ہے، ان کے اندر یہ فکر زیادہ ہوتی ہے، تو پہلا درجہ تو یہ ہے کہ مسلمان جس ملک میں بھی رہیں وہاں ہدایت کو عام کریں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر جو احسان فرمایا ہے، ان کو جو ہدایت دی ہے، ان کو جو روشنی عطا فرمائی ہے، اس روشنی کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں، سارا قرآن شریف اس سے بھرا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔

دوسرا فرض جو از روئے دین، انسانیت اور عقلِ سلیم ہم پر عائد ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ ہم اپنا تعارف کرائیں کہ ہم کس دین کے ماننے والے ہیں، کن اصولوں کو ہم تسلیم کرتے ہیں اور ہماری زندگی کن چیزوں کی پابند ہے، اس کے ساتھ ساتھ ہم اپنے اخلاق سے لوگوں کو مانوس اور قریب کریں، لوگوں کو اس دین کے مطالعے پر آمادہ کریں جس دین کے ہم پابند ہیں، اس دین کے بارے میں ان میں تجسّس (CURIOSITY) پیدا ہو، یہ کس طرح کے لوگ ہیں، یہ کس دین کو مانتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ یہ کسی کو تکلیف نہیں پہونچاتے، یہ ہر ایک کے خیر خواہ ہیں، یہ دولت ہی کو سب کچھ نہیں سمجھتے، اُن کے نزدیک کچھ اور حقائق ہیں، کچھ اور (VALUES) ہیں، کچھ اور (IDEAL) ہیں، یہ کس طرح کے لوگ ہیں جن کو دولت کی بڑی سے بڑی مقدار خرید نہیں سکتی، ان کو اپنے اصول سے ہٹا نہیں سکتی، ان کو ظلم پر آمادہ نہیں کر سکتی، کیا ان کے سامنے کوئی اور عالم ہے جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے؟ ذہن پر چوٹ لگانے والی بعض چیزیں ہوتی ہیں، جو بعض اوقات

www.abulhasanalinadwi.org

آدمی کی زندگی اور خیالات میں انقلاب پیدا کر دیتی ہیں۔

جبار بن سلمیٰؓ نامی ایک صحابی تھے، وہ اسلام لائے، اُن سے کسی نے کہا کہ آپ کیسے اسلام لائے؟ آپ تو اپنے مذہب میں بڑے سخت تھے؟ انھوں نے کہا کہ ایک فقرہ اس کا سبب بن گیا، واقعہ یہ پیش آیا کہ میں نے ایک مسلمان (عامر بن فہیرہؓ) کو نیزہ مارا اور وہ نیزہ ایک پہلو سے گھس کر دوسرے پہلو سے نکل گیا، اور وہ تڑپ کر گر گئے، زمین پر گرتے گرتے اور جان دیتے دیتے ان کی زبان سے ایک جملہ نکلا اور وہی جملہ ہے جو مجھے اسلام کی طرف کھینچ لایا، انھوں نے کہا کہ "کعبہ کے رب کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا![1]" میں نے سوچا کہ کامیابی کسے کہتے ہیں؟ کیا کامیابی کے دو معیار ہیں؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک شخص جاں کنی کے عالم میں گرتا ہے، تھوڑی دیر میں وہ دنیا کی ہر لذت سے محروم ہو جائے گا، وہ جانتا ہے کہ اس کی بیوی بیوہ ہو جائے گی، اس کے بچے یتیم ہو جائیں گے، پھر کس چیز کو دیکھ کر وہ کہتا ہے کہ میں کامیاب ہو گیا؟ میرے دل میں ایک خلش پیدا ہو گئی کہ معلوم کرنا چاہئے کہ مسلمان کامیابی کسے کہتے ہیں؟ میں نے دیکھا کہ تمام دنیا کی ناکامیاں اس کے لئے جمع ہو گئیں، اور اس نے ہر چیز سے ہاتھ دھو لیا، مگر وہ ایسے وقت میں جب کوئی جھوٹ بول نہیں سکتا کہتا ہے کہ میں کامیاب ہو گیا (مرتے وقت عام طور پر کوئی جھوٹ نہیں بولتا اور عرب تو زندہ رہ کر بھی جھوٹ نہیں بولتے تھے)

---

[1] عربی الفاظ ہیں "فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ" (سیرت ابن ہشام)

www.abulhasanalinadwi.org

میں نے لوگوں سے کہا کہ اس نے کیا دیکھ کر کہا کہ میں کامیاب ہو گیا، انھوں نے کہا کہ تم نہیں جانتے اس کو خوشی تھی کہ میں نے حق کے لئے جان دی، یہ مسلمان اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جو شہید ہوتے ہیں وہ جنت میں جاتے ہیں، اس زخمی مسلمان نے کچھ دیکھا ہوگا، جنت دیکھی ہوگی اور یہ یقین اس کے دل میں بیٹھا ہوگا کہ میں شہید ہو جاؤں گا تو جنت میں جاؤں گا تو اس نے کہا کہ میں کامیاب ہو گیا، کہنے لگے کہ اس جملے نے میرے دل کو پکڑ لیا اور کھینچ کر دائرۂ اسلام میں لے آیا۔

حضرات! میں نے جو واقعہ سنایا یہ بہت آخری درجے کا واقعہ ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ ہر مسلمان اس کا مظاہرہ کر سکتا ہے اور کرنا چاہیئے، البتہ مسلمانوں کا طرزِ زندگی ضرور ایسا ہونا چاہیئے تھا کہ پڑوسیوں کو اور اس ملک کی دوسری آبادی کو وہ یہ سوچنے پر آمادہ کریں کہ یہ کیسے لوگ ہیں، کیا یہ پیسے کی قیمت نہیں جانتے، یہ نہیں جانتے کہ پیسے سے آدمی عیش و راحت، عزت و طاقت کے کیسے سامان خرید سکتا ہے، یہ نہیں جانتے کہ جھوٹ بولنے سے بعض مرتبہ کتنا فائدہ ہوتا ہے، یہ نہیں سمجھتے کہ بڑی عمدہ کوٹھیوں میں، بڑے بینک بیلنس کے ساتھ آدمی کس طرح عیش سے رہ سکتا ہے، پھر یہ اُن چیزوں کے پیچھے کیوں نہیں دوڑتے جن کے پیچھے ہم دوڑتے ہیں، جو چیزیں ہمیں خرید لیتی ہیں، وہ چیزیں انھیں کیوں نہیں خرید لیتیں؟

ہماری زندگی ایسی ہوتی جو لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچتی، میں مثال کے طور پر کہتا ہوں، یہ اہلِ علم کے لئے ایک سوال ہے کہ آنحضرت ﷺ تیرہ برس تک مکہ معظمہ

www.abulhasanalinadwi.org

میں اسلام کی طرف دعوت دیتے رہے، اپنی ان تمام خصوصیات اور برکتوں کے
ساتھ جو آپ کا حصہ تھیں، اللہ کی پوری مدد، پوری تائید آپؐ کے ساتھ تھی قرآن شریف
نازل ہو رہا تھا، اور دس ۱۰ برس مدینہ طیبہ میں آپؐ نے دعوت دی، کل تیئیس ۲۳ برس
ہوئے لیکن صلح حدیبیہ ہوئی ہے سنہ ۶ھ میں ہجرت کے چھٹے سال اور مکہ سنہ ۸ھ میں
فتح ہوا، امام زہری جو بڑے جلیل القدر تابعی اور امام ہیں، کہتے ہیں کہ اس دو ۲ ڈھائی
برس میں جتنی تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے ہیں پورے بیس اکیس ۲۱ برس میں اس قدر
لوگ مسلمان نہیں ہوئے، سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا بات ہے؟ وہی اللہ کے رسولؐ! وہی
قرآن! وہی معجزات! وہی تاثیر، وہی صحبت کی برکت لیکن دو ڈھائی برس میں جیسے
معلوم ہوتا ہے کہ شیشہ ٹوٹ گیا ہو، یا تسبیح کی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہو، تسبیح کے دانے بکھر گئے۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ صلح حدیبیہ نے موقع دیا کہ عرب آزادانہ مدینہ آئیں جائیں،
اور مسلمانوں کی زندگی دیکھیں، اب تک ایک دیوار کھڑی تھی اسلام اور کفر کے درمیان،
اور لڑائیاں ہو رہی تھیں، غیر مسلم مدینے میں آتے ڈرتے تھے، اب مسلمان اِدھر گئے،
غیر مسلم اُدھر گئے، ان کو مسلمانوں کو دیکھنے کا یا میدانِ جنگ میں موقع ملتا تھا یا
پھر سفر وغیرہ میں کہیں ساتھ ہو جائے وہ بھی کم لیکن صلح حدیبیہ کی ایک شرط یہ بھی
تھی کہ مکہ کا جو آدمی چاہے مدینہ میں بے خطر آئے، اور جو مسلمان چاہے بے خطر مکہ
چلا جائے، ملنے جلنے کی پوری آزادی ہے، کوئی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا، بس
پھر کیا تھا؟ مکے کے لوگ اپنے عزیزوں سے ملنے مدینہ آئے، اور آئے تو دیکھا کہ اُن کی

www.abulhasanalinadwi.org

زندگیاں بدل گئی ہیں، ہم سب ایک ہی زبان بولتے ہیں، ایک ہی نسل کے لوگ ہیں، ایک ہی لباس پہنتے ہیں، ایک ہی خوراک ہے، پھر کیا بات ہے کہ ان کے اخلاق ہم سے مختلف ہیں؟ ان کا معاملہ اُن کا طرزِ گفتگو ہم سے مختلف ہے، ہم اُن کے یہاں مہمان رہتے ہیں، (حالانکہ ہم اُن کے مذہب کے نہیں) تو یہ اپنے بچوں کو بھوکا رکھ کر ہمیں کھلاتے ہیں، یہ پہلے ہماری خبر لیتے ہیں، پھر اپنے گھر والوں کی خبر لیتے ہیں، ہمیں پہلے آرام سے سُلاتے ہیں پھر خود سوتے ہیں، انھوں نے نہ کبھی ہمارا مذاق اڑایا، نہ ہم پر کبھی کوئی فقرہ کسا، ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یہ اپنے کاموں میں بڑے مُستعد ہیں، یہ نہیں کہ اسلام لانے کے بعد یہ کاہل ہو گئے ہوں، نماز کے وقت نماز پڑھتے ہیں اور کام کے وقت کام کرتے ہیں، اور اپنے بال بچوں کے ساتھ بھی اِن کا بڑا اچھا برتاؤ ہے، سب اِن سے خوش ہیں، یہ فرق کہاں سے آیا؟ معلوم ہوا کہ یہ فرق اسلام نے پیدا کیا، اب ان کو اسلام پر غور کرنے کا موقع ملا، اور وہ اسلام کی طرف کھنچنے لگے ہزاروں ہزار آدمی مسلمان ہوئے، امام زُہری سے بڑھ کر معتبر کون ہو سکتا ہے، حدیث کی روایات کے بڑے حصّے کا دارومدار اِن پر ہے، وہ کہتے ہیں کہ عربوں کو اس عرصے میں مُسلمانوں سے ملنے کا موقع ملا، انھوں نے مسلمانوں کو قریب سے دیکھا، اس سے اسلام نے اُن کے دل میں گھر کر لیا اور اپنا عاشق بنا لیا۔

اب آپ بتائیے کہ کسی ملک میں مسلمان ایک ہزار برس سے ہوں اور وہ مسلمان نہ اپنا تعارف کرا سکیں، نہ اُن کو متأثر کر سکیں تو بتائیے یہ کوتاہی ہے

www.abulhasanalinadwi.org

یا نہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اخلاق کی خوشبو ہمارے ہم وطنوں کو نہیں پہنچ سکی، انھوں نے ہم کو سیاسی میدان میں دیکھا یا انتخابی معرکہ (الیکشن) کے میدان میں ہم کو آزمایا، یا تجارت کے مقابلے میں ہم کو دیکھا، مسجدوں میں یہ آتے نہیں، انھوں نے ہم کو معاملات میں نہیں پرکھا، انھوں نے ہم کو اخلاق سے نہیں جانچا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اس طرح مسلمانوں پر حملہ کرتے ہیں، جیسے بالکل غیر مانوس پردیسی اور دشمن پر کرتے ہیں، ابھی تک ان کو یہی نہیں معلوم کہ ہم اپنے اندر کیا جوہر رکھتے ہیں، کیسی محبت رکھتے ہیں، کیسی انسانیت رکھتے ہیں، ہمارے دل میں اُن کے لئے کیسی خیر خواہی کا جذبہ ہے، ہم اس ملک کے لئے کتنے مفید ہیں، کتنے ضروری ہیں؟ ہماری وجہ سے ملک پر اللہ کی کیسی رحمتیں نازل ہو سکتی ہیں، ابھی تک ہم غیر مسلموں کو، اپنے پڑوسیوں تک کو واقف نہیں کرا سکے، اس کا ثبوت برابر ملتا رہتا ہے، آپ کسی پڑھے لکھے ہندو سے پوچھ لیجئے کہ آپ نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے؟ کہیں گے بالکل نہیں، اچھا آپ اسلام اور مسلمانوں سے متعلق کیا جانتے ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہم مسلمانوں سے متعلق اتنا جانتے ہیں کہ مسلمان ختنہ کراتا ہے، گائے کا گوشت کھاتا ہے اور کچھ بات ہو جائے تو اُسے بڑی جلدی غصہ آجاتا ہے، تین علامتیں مسلمان کی بتائیں، (ویسے یہ دوسری بات ہے کہ مسلمان سر پر چوٹی نہیں رکھتا) ہم سے ہمارے ایک عرب فاضل دوست کہتے تھے کہ جب میں امریکہ گیا، تو وہاں لوگ مسلمان اور عرب سمجھ کر مجھ سے دو باتیں پوچھتے تھے، ایک یہ کہ یہ بتاؤ کہ

www.abulhasanalinadwi.org

تمہارے حرم میں کتنی بیویاں ہیں؟ دوسرے تمہارے دروازے پر کتنے اونٹ بندھے ہیں؟ تو گویا مسلمان کی پہچان امریکہ میں ڈٹو ہے، کئی بیویاں رکھتا ہو اور اونٹ ضرور پالتا ہو، تو آج یہ ہندوستان کا ہندو جو متوسط درجے کا ہے (اسکالرز کو آپ الگ کر دیں) وہ یہ تین چار علامتیں مسلمانوں کے بارے میں جانتا ہے کہ ختنہ کراتا ہے، گائے کا گوشت کھانا اس کے مذہب میں داخل ہے، چاہے چوری سے کھائے، وہ سمجھتا ہے کہ ایمان اس کا ناقص ہوگا اگر وہ گائے کا گوشت نہ کھائے، اور غصہ اس کی ناک پر رکھا ہوا ہے، بات تم نے کی اور مسلمان کو غصہ آگیا، مسلمان کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے (گویا دین کی علامت ہے) کہ مسجد کے سامنے دوسروں کا باجا نہیں سن سکتا، چاہے خود بجائے لیکن غیر مسلم کی بارات کا باجا نہیں سن سکتا مسجد کے سامنے۔ اپنی اس کی جان ایک کر دے گا، یہ ہے کُل تعارف ہمارا اس ملک میں۔

میں ہردوئی سے لکھنؤ آرہا تھا، تبلیغی جماعت کے کچھ احباب ساتھ تھے، نماز کا وقت ہوا تو ہم (ریل میں) نماز کے لئے کھڑے ہوئے، رکوع میں، سجدے میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہنا ہوتا ہے، ایک صاحب جو ہمارے قریب بیٹھے تھے اور جنھوں نے اپنا تعارف کرایا تھا کہ وہ ایک ضلع کے ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیرمین ہیں، انھوں نے بڑے بھولے پن سے پوچھا کہ "مولانا صاحب! یہ بار بار آپ اللہ اکبر اللہ اکبر! کہتے تھے، یہ اکبر بادشاہ کا نام لیتے تھے"؟ ہم ابھی تک انھیں اذان کا مطلب تک

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں سمجھا سکے جو پانچوں وقت (اور اکثر جگہ لاؤڈ اسپیکر سے) ہوتی ہے ہمارے ایک بزرگ تھے، انھوں نے کہا بھائی اچھے نہیں تو کم سے کم اذان میں جو کچھ کہا جاتا ہے اُسی کا ہندی میں ترجمہ کردیں، ہندو بھائی سمجھتے ہیں کہ اذان میں ہمارے بتوں کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے، یا ہمیں بُرا بھلا کہا جاتا ہے یا یہ جہاد کا نعرہ ہے ان کو نہیں معلوم کہ "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کے معنی کیا ہیں؟

تو ہم اس ملک میں کرتے کیا رہے اتنے دنوں تک؟ جب فساد ہوجاتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ دیکھئے صاحب یہ کیسے لوگ ہیں کہ اتنے دنوں سے ہم ان کے ساتھ رہ رہے ہیں اور ذرا بھی ان کو ہمارے ساتھ تعلق نہیں ہے، اس میں ہمارے ان ہم وطنوں کی بھی غلطی ہے، اُن کے رہنماؤں کا بھی قصور ہے، اس سیاسی نظام اور الیکشنی طریقے کا بھی عیب ہے، تعلیمی نصاب اور کورس و مطالعے کی کتابوں کی بھی ذمہ داری ہے، میں ان حقیقتوں کو تاریخ کے طالب علم کی حیثیت سے خوب جانتا ہوں، مگر اس وقت غیر مسلم بھائیوں اور حکومت و تعلیم کے ذمہ داروں سے میرا خطاب نہیں ہے، جب ہوگا تو بتاؤں گا کہ خود اُن کی کتنی بڑی ذمہ داری تھی کہ وہ اس عظیم ترین اقلیت کے بنیادی عقائد، تہذیب و معاشرت اور اخلاق و عادات اور خصوصیات کو سمجھنے کی کوشش کرتے جو ایک ہزار سال سے زیادہ مدت سے اُن کے ساتھ دیوار بدیوار رہتی چلی آرہی ہے، اور جس نے اس ملک کی

www.abulhasanalinadwi.org

تعمیر و ترقی میں قائدانہ کردار ادا کیا ہے، اور جس کے ہم مذہب ان کے ہمسایہ ممالک اور درجنوں آزاد ملکوں میں رہتے بستے ہیں[۱] نیز محکمۂ تعلیم کے ذمہ داروں اور ملک کے دانشوروں کو بار بار بتایا جا چکا ہے کہ تاریخ کی نصابی کتابیں کس قدر نفرت اور خوف پیدا کرنے کی ذمہ دار ہیں، خود ہمارے ہم وطنوں کے اندر بھی بہت سی کمزوریاں ہیں، مگر ان کی کمزوریاں آپ کے سامنے بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، میں تو اس وقت اپنی کمزوریاں بیان کر رہا ہوں کہ ہم نے اپنے سے ان کو مانوس نہیں کیا، اسلام کا تعارف نہیں کرایا، آپ ہی میں سے کوئی بتائے کہ ہم میں سے کتنوں نے اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو، یا کلاس فیلو دوستوں کو کوئی چیز ایسی پڑھنے کو دی ہو جس سے اسلام کا تعارف ہو، میں پوچھتا ہوں کہ مرہٹی، گجراتی، تامل میں اسلام کے تعارف میں کتنی چیزیں ہیں، جو غیر مسلموں کو آنکھ بند کر کے دی جا سکیں؟ علاقائی زبانوں میں ہم نے کتنا کام کیا؟ ان میں کتنے اچھے لکھنے والے ہم مسلمانوں میں پیدا ہوئے ہیں یا پیدا ہوئے بڑے بڑے جرنلسٹ مل جائیں گے، بہت کریں گے

---

[۱] غیر مسلم بھائیوں کو اسلام اور مسلمانوں سے ضروری حد تک واقف کرانے کے لئے کئی سال پہلے "ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں" (مفکرؒ ہی کے قلم سے) اردو، ہندی، انگریزی مرہٹی میں شائع ہو چکی ہے، اور مجلس تحقیقات و نشریاتِ اسلام لکھنؤ سے ملتی ہے، اس کتاب کے شائع ہو جانے کے بعد کسی سلیم الطبع انصاف پسند غیر مسلم شہری کو یہ کہنے کا موقع نہیں ہے کہ مسلمانوں کی تہذیب و معاشرت اور بنیادی عقائد کے سمجھنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

تو ہم اردو کا اخبار نکالیں گے، چار نکل رہے ہیں تو پانچواں نکالیں گے اور اسے بہت بڑا جہاد سمجھیں گے، کیا مرہٹی، گجراتی کا کوئی روزنامہ نکالنے کی ضرورت نہیں تھی؟ یا کم سے کم کوئی ویکلی نکالنے کی ضرورت نہیں تھی؟ ایسا اخبار جو جدید اسٹائل میں ہو بالکل اپ ٹو ڈیٹ، ہم آج تک انگریزی کا کوئی روزنامہ نہیں نکال سکے، جب فساد ہو جاتا ہے اور اخباروں میں یک طرفہ خبریں شائع ہوتی ہیں تو شکایت کرتے ہیں کہ دیکھئے صاحب کیسا اندھیر ہے کہ ہم ہی مارے جائیں اور ہم ہی ملزم ٹھہرائے جائیں، مجھے خوب یاد ہے کہ مسلم پرسنل لاء کا جلسہ (دسمبر ۷۲ء میں) بمبئی میں ہوا تھا، بڑا عظیم الشان جلسہ تھا، خیال یہ ہے کہ پچاس ساٹھ ہزار یا غالباً لاکھ آدمی شریک تھے، اگلے دن یا اسی دن دلوائی صاحب نے ایک مظاہرہ (DEMONSTRATION) کیا، مسلمانوں نے ان پر چپل پھینکے، ان کو مارنے دوڑے اور پولیس نے ان کو گھیرے میں لے کر نکال لیا، دوسرے دن بمبئی کے انگریزی اخباروں میں ہمارے جلسے کی خبر تو ایک کونے میں ذرا سی دی گئی اور دلوائی صاحب کے مظاہرہ کی ایسی تھی جیسے اس میں دس بیس ہزار آدمی تھے۔

فساد کے مستقل سدّباب کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنا طرز زندگی ایسا بنائیں جس میں کشش ہو غیر مسلم کے لئے، وہ دیکھیں کہ مسلمان اس طرح نظر نیچی کر کے چلتا ہے اس سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچی، وہ دیکھیں کہ اسٹیشن پر نل کھلا ہوا ہے اور منوں پانی بہہ رہا ہے، ہزاروں آدمی دیکھتے ہیں اور گذر جاتے ہیں، ایک مسلمان جاتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اور نل بند کر دیتا ہے، وہ کہتا ہے کہ پانی ہمارے خدا کی دی ہوئی نعمت ہے، یہ ہمارے ملک کا پانی ہے اسے ضائع نہیں کرنا چاہئے، بارہا ایسا ہوا سفر ہے فرسٹ کلاس ہے، ہمارے غیر مسلم ہم سفر نے چائے کا آرڈر دیا اُن کی چائے میں دیر ہوئی ہماری پہلے آگئی ہم نے اُن کو پیش کر دی اور کہا کہ جب آپ کی آئے گی تو ہم پی لیں گے یہ بھی کوئی قابلِ ذکر بات ہے لیکن وہ بالکل توقع نہیں کرتے تھے کہ مسلمان اس طرح کے کام کرتے ہیں، اس سے ان کا تخیل اسلام کے متعلق بدلتا ہے، وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اسلام پچھاڑ کھانے والی، چٹکی لینے والی چیز نہیں، اسلام تو انسانیت کی تعمیر کا سانچہ ہے جس سے انسان ڈھل کر نکلتے ہیں اپنے طرزِ عمل سے بازاروں میں، دفتروں میں، کارخانوں اور جہاں جہاں اپنے ہم وطنوں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملتا ہے آپ اسلامی تعلیمات، اسلامی اخلاق اور اسلامی سیرت کا دلکش نمونہ پیش کریں، بوڑھا آدمی ہو تو اس کو سہارا دیدیں، کوئی عورت ہو تو اس کی مدد کر دیں اور کوئی غلط کام ہو رہا ہو، جس سے معاشرے کو تکلیف یا ملک کا نقصان ہو رہا ہو تو اس کی اصلاح اور اس کو نرمی کے ساتھ روکنے کی کوشش کریں۔

اس وقت کے حالات کی رعایت سے میں نے اتنی بات کہی ہے، اور کہنے کی باتیں تو بہت تھیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور عمل کی توفیق دے، ہماری معروضات کو قبول فرمائے اور مفید بنائے اور ہماری حفاظت و نصرت فرمائے کہ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ۔

www.abulhasanalinadwi.org